إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۹	مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۸ء	یوم جمعہ	مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

حافظ روشن علی صاحب اور مولوی ... صاحب جلسہ دہلی سے واپس آ گئے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ بچوں کو جلد بھیجدیں۔

مجلس مشاورت میں شمولیت کے لئے احباب آنے شروع ہو گئے ہیں۔

لنڈن میں شاہ کابل کا پرتپاک خیر مقدم

جماعت احمدیہ لنڈن کی طرف سے

ہز میجسٹی شاہ کابل اور ملکہ کابل کے لنڈن میں وردو پر جماعت احمدیہ لنڈن نے جس میں نومسلم انگریز مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ مولانا عبد الرحیم صاحب ایم۔ اے امام مسجد لنڈن کی قیادت میں حسب استطاعت نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اس موقعہ پر نہایت جلی اور خوبصورت انگریزی الفاظ میں "خوش آمدید" کا نہایت دلکش اور شاندار بہت بڑا پوسٹر شائع کیا گیا جس کے وسط میں مسجد احمدیہ لنڈن کی تصویر اسلامی شان ظاہر کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں ایڈریس بھی پیش کیا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یور میجسٹی! ہم جماعت احمدیہ انگلستان کے ممبران یور میجسٹی اور ہر میجسٹی ملکہ افغانستان کے جزائر برطانیہ میں

ریف آوری کی سعید تقریب پر صدق دل سے خوش آمدید عرض کرتے ہیں۔

یور میجسٹی۔ آپ کے سفر مغرب نے تمام دنیا میں ایک خاص دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ اس کی توقع تو پہلے ہی تھی۔ مگر اس حد سے بڑھی ہوئی دلچسپی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ ایک آزاد اور خود مختار مسلمان بادشاہ نے مغربی حکومتوں کے مراکز کی سرکاری طور پر سیاحت فرمائی ہے۔ مزید براں ہم اس حقیقت کو زیادہ وضاحت سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جس طریق سے مختلف یورپین حکومتوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا ہے۔ اور جو نہ صرف آپ کے شاہانہ اعزاز کے شایاں ہے۔ بلکہ اس میں دوستانہ مہمان نوازی کی روح بھی پائی جاتی ہے۔ وہ سب یور میجسٹی کی ان عملی اور سرگرم کوششوں کی خوبیوں کا کھلا کھلا اعتراف ہے۔ جو آپ اپنے ملک کو دوسرے مہذب ممالک کا ہم پلہ بنانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور وہ اصلاحات جو اندرون ملک جاری فرما رہے ہیں

جس حیرت انگیز طریق سے یور میجسٹی نے اپنی قوم کی جو کہ پرانی لکیر کی فقیر اور آبائی رسم و رواج عادات و اطوار اور خیالات کی نہایت سختی سے پابند چلی آتی تھی۔ طرز معاشرت تھوڑے سے عرصہ میں بدل دی ہے۔ یقیناً یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس نے یور میجسٹی کے لئے موجودہ زمانہ کے روشن دماغ حکمرانوں کی صف اول میں ایک امتیازی جگہ پیدا کر دی ہے۔

جس اخلاص اور عقیدت کا ان ممالک کے لوگوں نے جہاں کی یور میجسٹی نے سیاحت فرمائی ہے۔ ثبوت پیش کیا ہے وہ نہ صرف یور میجسٹی کی افغان رعایا کے لئے ہی بلکہ جملہ پیروان اسلام کے لئے بھی باعث افتخار و اطمینان ہے۔ تمام دنیا کے مسلمان یور میجسٹی کو اپنا ایک لیڈر اور حامی اسلام یقین کرتے ہیں۔

یور میجسٹی! دلی مسرت و شادمانی کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جس کا مظاہرہ یور میجسٹی کے ہم مذہبوں نے یور میجسٹی اور ملکہ کے ورود ہند و مصر کے موقعہ پر کیا۔ اس محبت و توقیر کا ایک ادنیٰ سا اظہار تھا۔ جو حضور کے ہم مذہبوں کو مملکتِ افغانستان اور خصوصاً یور میجسٹی کی ذات گرامی سے ہے۔ وہ آپ کے ملک کو اسلام کی مٹی ہوئی شان و شوکت کی ایک قیمتی یادگار سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی ذات گرامی کو اس شاہانہ تمکنت اور سادگی کا حامل تصور کرتے ہیں۔ جو زمانہ ماضی میں شاہانِ اسلامی کے امتیازی نشانات میں سے تھی۔

یور میجسٹی! آپ کا سفر یورپ اپنے اندر خواہ کتنے ہی سیاسی فوائد رکھتا ہو۔ اور اس سے افغانستان کو خواہ کتنے ہی شاندار اور دیرپا فوائد حاصل ہوں۔ اس سے یقیناً یہ امر دنیا پر واضح ہو گیا ہے۔ کہ مذہبی رشتہ کہ جس سے تمام مسلمان بندھے ہوئے ہیں۔ ہر قسم کے امتیاز نسل و رنگ اور ملک و زمین سے بلند تر ہے۔

یور میجسٹی! اسلام کی تعلیم کی بے شمار خوبیوں میں سے اپنے اثرات اور نتائج کے لحاظ سے غالباً سب سے زیادہ اہم وہ عالمگیر اخوت اور مساوات کی تعلیم ہے جس میں ایک حکمران اور مزدور برابر سمجھے جاتے ہیں۔ اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ یور میجسٹی اس بیش قیمت اصل کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے جس سے ہمارے دلوں میں یور میجسٹی کی توقیر اور بھی زیادہ ہے۔ ہمیں وہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں۔ جو یور میجسٹی نے ہندوستان میں ایک ایڈریس کے جواب میں فرمائے۔ اور جو یہ ہیں۔

"میری مملکت میں ہندوستانی افغانوں کے ساتھ محبت و آشتی سے رہتے ہیں۔ ہندوؤں کو مسلمانوں کے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور وہ بھائی بھائی کی طرح رہتے ہیں۔ افغانستان میں قوم و مذہب کی کوئی تفریق نہیں۔ میں اپنے ملک میں ہر ہندوستانی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور ہماری مہمان نوازی ہر ایک کے لئے کشادہ ہے۔"

ان سے بھی زیادہ انمول ناقابل فراموش اور سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل یور میجسٹی کے حسب ذیل الفاظ ہیں۔

"میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال تمام دنیا کے مسلمانوں سے خوش ہو۔ وہ ایک دوسرے کو یکساں سمجھیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردانہ اور برادرانہ سلوک کریں اور کسی سے ناانصافی نہ کریں۔ میں پھر تم کو نصیحت کرونگا اور بار بار متنبہ کروں گا۔ کہ مذہبی جنون اور جاہل ملانے تم کو راہ راست سے بہکا نہ دیں"

مذہبی جنون اور تعصب نے دنیا کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں۔ لیکن یور میجسٹی سے نہایت عاجزی سے اجازت لیتے ہوئے ہم اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر عرض کرتے ہیں۔ کہ ہمارے دل اپنے ان ہم مذہبوں کے جنگجویانہ الفاظ سے نہایت بری طرح مجروح ہیں۔ جو ہمیشہ "تیغ اسلام" کے لہرانے کے شائق ہیں۔ یور میجسٹی اس امر سے ضرور آگاہ ہوں گے۔ کہ مغرب میں یہ غلط خیال موجود ہے۔ کہ اسلام نے اپنی اشاعت کیلئے تلوار کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ یور میجسٹی ایسی مقتدر ہستی اور مسلم حکمران کی وہ تقریر جس سے ہم نے مذکورہ بالا الفاظ نقل کئے ہیں۔ اس الزام کی پوری طور پر تردید کرتی ہے۔ مگر ہم پھر عرض کریں گے۔ کہ مغرب میں آپ اسلام کی عالمگیر اخوت پر جتنا بھی زیادہ زور دیں گے۔ اتنا ہی ہمارے اور تمام دنیا کے لئے مفید ہوگا۔

علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغین کی سرگرمیاں

آریوں کی اشتعال انگیزی

احمدی مبلغین علاقہ ارتداد میں بدستور سابق پوری سرگرمی کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کی مساعی کے نیک نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ مولوی محمد حسین صاحب انچارج حلقہ فرخ آباد کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ موضع اکرپور کے لوگ پہلے آریوں کی باتوں میں آکر اشدھ ہونے پر بالکل آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور میرے سمجھانے سے آریوں کو سخت ناکامی ہوئی۔ اس پر انہوں نے وہاں کے ہندوؤں کو اکسایا۔ کہ ان غریب مسلمانوں کو تکلیف پہونچائیں اور انہیں کہا۔ کہ اگر مقدمہ بازی تک نوبت پہونچی۔ تو ہم تمام اخراجات برداشت کریں گے۔ چنانچہ اس اشتعال کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ ہندو ٹھاکروں نے مسلمانوں کا ایک کھیت کاٹ لیا۔ اور جب ان سے دریافت کیا گیا۔ تو ایک آریہ والنٹیر جگن ناتھ پرشاد نے برملا کہدیا۔ کہ تم لوگ ہمارے کہنے سے اشدھ نہیں ہوئے تھے۔ اور خواہ مخواہ ہمارا روپیہ خرچ کرایا تھا۔ اس لئے یہ تو ابھی کچھ نہیں ہوا آئندہ دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

اس پر مسلمانوں نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا ہے۔

ایک عالم دین کی ضرورت

جماعت احمدیہ لکھنؤ کو ایسے معمر بزرگ کی ضرورت ہے۔ جو بچوں کو خاطر خواہ طور پر دینی تعلیم دے سکے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب بھی ان کو پڑھا سکے۔ علاوہ ازیں درس قرآن و حدیث میں اتنی قابلیت رکھتے ہوں کہ جماعت میں درس بھی دے سکیں۔ جو صاحب اس خدمت دینی کو سرانجام دینے کیلئے رضامند ہوں۔ وہ اپنے اخراجات کے متعلق بابو احمد جان صاحب احمدی۔ دفتر۔ ڈی۔ اے۔ ڈی۔ او۔ ایس لکھنؤ کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ اپریل ۱۹۲۸ء

اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں کی نمائش

آریہ سماجی ان لوگوں کے متعلق جنہیں قرنوں سے "اچھوت" کے ناپاک لفظ سے موسوم کرتے چلے آتے ہیں۔ ملکی اور سیاسی فوائد حاصل کرنے کے لئے اس بات کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنی تعداد میں شریک رکھیں۔ اور اس کے لئے انہیں عجیب و غریب چکمے دیتے رہتے ہیں۔ لیکن چونکہ ان کے دلوں میں "اچھوت" لوگوں سے ایسی نفرت اور حقارت جاگزین ہے۔ جو کسی صورت میں بھی دور نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کے نمائشی میل لاپ کی حقیقت فوراً ہی کھل جاتی ہے۔

چند ہی دن ہوئے آریوں نے "اچھوت ادھار" کے متعلق لاہور میں ایک جلسہ کیا۔ جس میں پنڈت مالوی صاحب کو بھی بعد منت و سماجت یہ دکھانے کے لئے شریک کیا۔ کہ سناتنی ہندو بھی "اچھوتوں" کو اپنے ساتھ ملانے کی تحریک میں شریک ہیں۔

پنڈت صاحب اس جلسہ میں شریک تو ہو گئے۔ اور اپنے آپ پر جبر کر کے انہوں نے یہ بھی گوارا کر لیا۔ کہ دو بھنگی لڑکوں کے ہاتھوں اپنے گلے میں ہار ڈلوا لیں۔ جس سے آریہ سماجیوں کے دماغ آسمان پر پہونچ گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ اب اچھوتوں کو ان کی محبت اور ہمدردی میں کوئی شبہ نہیں رہیگا۔ لیکن اس "نمائش" سے لوٹنے کے بعد انہوں نے سب سے پہلے جو کام کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ کپڑوں سمیت اشنان کیا۔ چنانچہ لاہور کا سناتن دھرمی روزنامہ بھیشم لکھتا ہے:۔

"ہمارے دھرم شاستر یہ ضرور بتلاتے ہیں۔ کہ ایسے موقع سے واپسی پر کپڑوں سمیت اشنان کرنے سے دوش پاک ہو جاتا ہے۔ اور ہم اس امر کے عینی شاہد ہیں۔ کہ پوجیہ پنڈت مالوی جی نے اس نمائش سے لوٹتے ہی کپڑوں سمیت اشنان کیا تھا۔"

پنڈت مالوی جی کا یہ عمل اور معاصر بھیشم کی یہ شہادت ثبوت ہیں۔ اس بات کا۔ کہ اچھوتوں کے متعلق ہندوؤں اور آریوں کی طرف سے جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ محض نمائش ہے۔ اس کی غرض یہ نہیں۔ کہ اچھوت لوگوں کو انسانی حقوق دئے جائیں بلکہ یہ ہے۔ کہ ان کو کسی نہ کسی طرح قابو میں رکھا جائے۔ جو لوگ کسی اچھوت کے ہاتھوں پھول گلے میں ڈالنے سے بھی یہ سمجھتے ہوں۔ کہ وہ ناپاک ہو گئے ہیں۔ اور جو کپڑوں سمیت نہانے کے بغیر پوتر نہ ہو سکیں۔ ان سے قطعاً توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ کبھی ان اقوام سے کھانے پینے یا بیاہ شادیوں کے تعلقات پیدا کریں گے۔

اس وقت اچھوت اقوام میں خاص طور پر بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور اگرچہ ان میں سے بعض لوگ ہندوؤں کی طرف سے کسی نمائشی اور عارضی سلوک کی وجہ سے اپنے جائز مطالبات سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ دست برداری نہ تو ساری قوم کی طرف سے ہے۔ اور نہ ہی مستقل ہے۔ جس وقت بھی ان کو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ہندو انہیں قطعاً معاشرتی اور تمدنی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ پھر انہی لوگوں میں جا شامل ہوتے ہیں۔ جو ہندوؤں کے ناروا سلوک سے نالہ کناں ہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ ان اقوام کو اٹھانے اور انسانی حقوق دلانے کے لئے ہر طرح ان کی امداد کریں۔ اور حوصلہ دلائیں۔ اس وقت اگر مسلمان ان کی طرف تھوڑی بہت بھی توجہ کریں۔ تو اس کے نہایت ہی شاندار نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔

ہندو جاتی کی تنگ نظری

مولانا محمد علی صاحب سے بڑھکر ہندوؤں کی رفاقت حاصل کرنے اور ان کی دلداری کا کوئی موقعہ نہ جانے دینے والا شاید ہی کوئی شخص ہو۔ اس بات کا اعتراف خود ہندوؤں کو بھی ہے لیکن آخر سالہا سال کے تجربہ اور ہندوؤں کی رفاقت نے مولانا پر بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہندو جاتی جیسی تنگ نظری اور کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس قوم پر اعتماد کرنا اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔ چنانچہ مولانا اپنے اخبار ہمدرد (۲۸ مارچ) میں لکھتے ہیں:۔

"یقیناً ہندو جاتی سارے عالم میں اپنی تنگ نظری میں نمایاں ہے۔ دنیا بھر میں کسی ملت نے اس تنگ نظری کا ثبوت نہیں دیا۔ کہ خود اپنے ہی فرقوں کو اچھوت سمجھا ہو۔ یہ سب ہنود نہ ایک دوسرے کو بیٹی دے سکتے ہیں۔ نہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھکر روٹی کھا سکتے ہیں۔ اور یہی نہیں۔ بلکہ سب ہنود ایک مندر تک میں یکجا نہیں ہو سکتے۔ نہ سب جگہ سب کے لئے عام سڑکیں ہی کھلی ہوتی ہیں۔ جو جاتی اس درجہ خود غرضی کا شکار ہو۔ اس پر دوسری ملتیں کس طرح اعتماد کر سکتی ہیں"۔

سچ پوچھو۔ تو ان الفاظ میں مولانا نے اپنے سالہا سال کے ذاتی تجربہ کا نتیجہ بیان کر دیا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کر دیا ہے۔ جو ہندوؤں پر بغیر اپنے حقوق کا تصفیہ کئے اعتماد کرنے سے پیش آ سکتا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ پہلے ہندوؤں سے ملکر سوراجیہ حاصل کرو۔ پھر ہندو مسلمانوں کے حقوق کا تصفیہ ہو جائیگا۔ انہیں مولانا کے مندرجہ بالا الفاظ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کس جاتی پر اعتماد کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔

آریہ سماج کی طرف سے سناتنیوں کی دلآزاری

ہندوستان کی بدقسمتی سے دلآزاری اور اشتعال انگیزی کا مکروہ مشغلہ آریہ سماج کو اس قدر مرغوب اور پسندیدہ ہے کہ ملک کی ہر قوم اور ہر جماعت اس کے ہاتھوں نالاں ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ان کی صف آرائی تو ایک ظاہر بات ہے۔ عیسائی سکھ اور دوسرے اہل مذاہب بھی ہمیشہ سے ان کی جنگجویانہ سپرٹ کے شاکی ہیں۔ اور تو اور سناتن دھرمی بھی کہ جن کے روپیہ سے بقول ہندو گزٹ ہردوار آریہ سماج اپنا گمراہ کن پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ آریوں کی اس عادت سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ چنانچہ یہی اخبار اپنی ۲۴ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے۔ "ہم آریہ سماجی اصحاب کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ موجودہ اتحاد و سنگھٹن کے زمانے میں ان کارروائیوں کو ترک کر دیں۔ جن سے سناتن دھرمیوں کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔ کیا اکیس کروڑ سناتن دھرمی یہ سوال آریہ سماج سے نہیں پوچھ سکتے۔ کہ ہماری مذہبی آزادی کا خون کیوں کیا جا رہا ہے"۔

ہندو گزٹ کی اس التماس میں ہم بھی اس کے شریک ہیں۔ اور آریہ سماج [illegible] کہ اس کو فوراً شرف قبولیت بخشے۔ تا اسے دوسروں کے جذبات کے احترام کی عادت پیدا ہو۔ اور ہم امید رکھ سکیں۔ کہ کم [illegible] وجہ فساد ناپید ہو جائے گی۔

امریکن مال کا بائیکاٹ اور ہندو

مس میو نے اپنی کتاب میں ہندو تمدن اور رسم ورواج کے متعلق جو کچھ لکھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس کا ایک حصہ ضرور واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ اور خود ہندو ان خرابیوں کے قائل اور ان کو سوسائٹی سے دور کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ مگر اس کے باوجود ہندوؤں نے اس کتاب پر بہت شور وواویلا کیا۔ اور مس میو کو بہت کچھ سخت سست کہا گیا۔ اور اب آریہ اخبار ملاپ ۲۳ مارچ کی تجویز ہے۔ کہ مس میو کے اس جرم کی سزا میں امریکن مال کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اگر ملک کی غیرت کوئی تقاضا کرتی ہے۔ تو امریکہ کی ان تمام چیزوں کو بائیکاٹ کرنا ہوگا۔ یہ بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہنا چاہیئے۔ جب تک کہ امریکن گورنمنٹ مس میو کی گندگی کے پلندے کو ضبط نہ کرلے۔ اور مس میو کو معافی مانگنے پر مجبور نہ کرے"

ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ مس میو کے اعتراضات کا ایک حصہ خود ہندوؤں کے نزدیک صحیح ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس تصنیف میں امریکن قوم کا کوئی قصور نہیں۔ یہ ایک انفرادی فعل ہے۔ جس کا فاعل مس میو کے سوا دوسرا کوئی شخص نہیں۔

اس کے برعکس ہندو قوم کی طرف سے بھی کئی ایک کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ جو مس میو کی تصنیف سے زیادہ فحش خلاف تہذیب اور سراسر افترا پردازی کا مجموعہ ہیں۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ انفرادی نہیں۔ بلکہ ایک باقاعدہ اور منظم سازش کے ماتحت شائع ہو رہی ہیں۔ اور یہ خیال بلاوجہ نہیں۔ ہندوؤں نے ایسی کتابوں کے شائع کرنے والوں کی گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس لئے جانے پر ہر رنگ میں جو امداد کی ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے۔ اب اگر مسلمان "ملاپ" ہی کے تجویز کردہ طریق کو ہندو قوم کے لئے تجویز کریں۔ تو کیا "ملاپ" ان کی تائید کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دیگا۔

عجیب بات ہے۔ کہ جو لوگ کئی ایک گندی اور ناپاک تصانیف سے مسلمانوں کے دل زخمی کرنے اور مسلمانوں کی خطرناک اقتصادی پستی اور غربت وافلاس کے باوجود ہمارے خلاف یہ شور مچا رہے ہیں۔ کہ ہم کیوں مسلمانوں کو بھی جوابی چھوت چھات کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ محض ایک عورت کی انفرادی حرکت سے کہ وہ بھی بہت کچھ حقائق پر مبنی ہے۔ تمام امریکہ کے بائیکاٹ کی تجویزیں کر رہے ہیں۔

مہابیر دل اور مسلمان

ہندوستان کی مختلف اقوام میں اتحاد و[...] کا احساس آج بہت زوروں پر ہے۔ اور اس کے لئے اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر جماعت مقدور بھر کوشش کرنے کی دعویدار ہے۔ مگر ہمارے ہندو دوست اس دعویٰ میں سب سے آگے ہیں۔ اور ہندو معاصرین اپنی قوم کو ملک کی صحیح خدمت گزار اور حریت و آزادی کی حامی علمبردار ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ مگر حقیقت کیا ہے سنیئے۔ مہابیر دل دہلی کے سالانہ جلسے پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر اینے نے اس "دل" کے قیام کے اغراض و مقاصد کی تشریح حسب ذیل الفاظ میں کی ہے۔

"مہابیر دل وہی کام کرے گا۔ جو پراچین مہابیروں (ہنومان اور ان کے ہمراہی) نے کیا تھا۔ اب راون سے بھی زیادہ خطرناک لوگ یہاں کام کر رہے ہیں" (مدینہ ۲۵ مارچ)

مہابیر دل ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ بلاتمیز مذہب وملت عوام کی بے لوث خدمت کرنے والی سوسائٹی ہے۔ اور اس کا انتظام وانصرام بھی سناتن دھرم[یوں کے] ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ جو عام طور پر آریہ سماجیوں کی نسبت صلح جو اور امن پسند تسلیم کئے جاتے ہیں۔ پس اگر ایسی جماعت کی بنیاد ایسے مقاصد پر ہے۔ تو دوسری سوسائٹیوں کی حالت کا جو برملا مسلمانوں کی مخالفت کرتی ہیں۔ اندازہ خود ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر ہندوؤں کے اس دعویٰ کی حقیقت بھی باآسانی معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ملک میں اتحاد پیدا کر رہے ہیں۔

شادی کیلئے لڑکیوں کی رضامندی

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم وتربیت کا ایک نہایت ضروری اعلان "نکاح کے معاملہ میں لڑکی کی مرضی دریافت کرنی ضروری ہے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اسلام نے جہاں عورتوں کے دوسرے حقوق کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔ وہاں انہیں یہ بھی حق دیا ہے۔ کہ نکاح کے بارے میں ان کی منشاء کا لحاظ رکھا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس کی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کئی ایک لڑکیاں نکاح کے بعد ایسی مشکلات اور تکالیف میں پھنس جاتی ہیں۔ جن سے جیتے جی چھٹکارا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تو ایسے دردناک اور روح فرسا واقعات رونما ہوتے ہیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حال میں کلکتہ کی ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں مذکور ہے۔ کہ ایک نوجوان لڑکی نے اپنی ساری کو آگ لگا کر اس لئے خودکشی کرلی۔ کہ اس کے والدین ایسے خاندان میں اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔ جہاں وہ اپنے لئے مصائب کے سوا کچھ نہیں دیکھتی تھی اس نے اپنے والدین پر اپنی نارضامندی کا اظہار بھی کر دیا۔ مگر ان ظالموں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آخر لڑکی نے والدین کی غیر حاضری میں ایک کمرہ میں داخل ہو کر اپنے کپڑوں کو مٹی کے تیل سے تر کر کے آگ لگالی۔ اور کسی قسم کی مدد پہنچنے سے قبل بری طرح جل گئی۔ اور ہسپتال پہنچ کر مر گئی۔

یہ بالکل تازہ واقعہ ہے۔ اور ہندوؤں میں آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور بیاہ شادی کے معاملہ میں لڑکیوں کی منشاء اور رضامندی کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

ہو سکتا ہے۔ کہ بعض حالات میں کسی لڑکی کی مرضی قرین مصلحت نہ ہو۔ ایسی حالت میں اسلام نے والدین اور سرپرستوں کو ولایت کا جو حق دیا ہے۔ اسے ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔ لیکن اس رنگ میں کہ اس میں لڑکی کی بہتری اور بھلائی مدنظر ہو۔

شادی کیلئے عمر کی تعیین

ہندو دھرم میں چونکہ خامیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے انہیں بہت سی مشکلات پیش آتی رہتی ہیں۔ اس لئے آئے دن ان کی طرف سے یہ کوشش جاری رہتی ہے۔ کہ مجلس قوانین ساز کے ذریعہ نئے قوانین بنا کر ملک میں رائج کرائیں۔ ہندو اپنے متعلق تو جو قانون چاہیں۔ جاری کرائیں۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ ان کی اس قسم کی تجویزوں میں سے بعض میں خواہ مخواہ مسلمانوں کو بھی گھسیٹ لیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ مثال رائے صاحب ہربلاس شاردا کا وہ بل ہے۔ جو انہوں نے ہندوؤں میں شادی کی عمر کی تعیین کے لئے اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ اور جو منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا ہے اس کمیٹی نے بل میں کئی تبدیلیاں کر دی ہیں۔ انہی تبدیلیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ بل صرف ہندوؤں کے لئے ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام اقوام کے لئے ہوگا۔ یعنی مسلمانوں پر بھی عائد ہوگا جس میں لڑکے کی شادی ۱۸ سال اور لڑکی کی ۱۴ سال سے کم عمر میں کرنا جرم قرار دیا جائیگا۔ اور اس کی سزا ایک ماہ قید محض یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہوں گی۔

قانون کے ذریعہ شادی کی عمر کی تعیین کو مسلمان اپنے مذہب میں دست اندازی قرار دینے میں حق بجانب ہوں گے۔ کیونکہ اسلام نے اس بارے میں قطعاً کوئی پابندی نہیں رکھی۔ اور ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ اسلام کی مقدس ہستیوں نے اس قانونی عمر سے کم عمر میں شادیاں کی ہیں۔

پس اس بل کا مسلمانوں پر اطلاق قطعاً قرین مصلحت نہیں ہے۔ مسلمان عام طور پر پہلے ہی صغر سنی کی شادی کے عادی نہیں ہیں۔ اور سوائے کسی خاص مجبوری اور مصلحت کے وہ یہی مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکی لڑکے کے قویٰ تکمیل تک پہونچ جائیں۔ تب ان کی شادی ہو۔ لیکن باوجود اس کے وہ یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اس بارے میں گورنمنٹ کوئی پابندی عائد کرے۔ البتہ اگر بعض حالتوں کو مستثنیٰ قرار دیدیا جائے۔ تو پھر ممکن ہے مسلمان رضامند ہو جائیں۔

[illegible]

مروجہ پردہ اور اسلام

حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشادات عالیہ

حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک صاحب کے استفسار پر مروجہ پردہ کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا۔ وہ ناظرین کرام کے مطالعہ کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اس وقت اس مسئلہ نے مسلمانوں میں عجیب صورت پیدا کر رکھی ہے۔ ایک تو وہ طبقہ ہے۔ جو پرانی رسم ورواج اور بیجا پابندیوں کو اسلامی پردہ قرار دے رہا ہے۔ اور دوسرا طبقہ گردوپیش کے حالات۔ دوسری اقوام کی عورتوں کی بودوباش اور پیش آمدہ ضروریات سے متاثر ہو کر پردہ سے بالکل آزادی حاصل کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ دونو فریق اسلام کی حقیقی تعلیم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے افراط وتفریط کا شکار ہو رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ پردہ کے متعلق اسلامی تعلیم کی غرض وغایت اور اس کی حد بیان فرما دی ہے۔ اور ناظرین کرام پڑھ کر تسلیم کرینگے۔ کہ اگر مسلمان پردہ پر ان تشریحات کے ماتحت عمل کریں۔ جو حضور نے فرمائی ہیں۔ تو نہ مستورات پر کسی قسم کی بیجا اور تکلیف دہ پابندی عائد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ وہ حکمت اور مصلحت رائیگاں جاتی ہے۔ جو اسلام نے پردہ کا حکم دینے میں ملحوظ رکھی ہے۔ ایڈیٹر

رائج الوقت پردہ مسلمانوں میں کئی طرح کا ہے۔ بعض قوموں اور بعض علاقوں میں ایسا پردہ ہے۔ کہ ڈولیوں کو بھی پردوں میں سے گذارتے ہیں۔ اور بعض قوموں اور علاقوں میں اس سے بھی بڑھکر پردہ یہ ہے۔ کہ کہتے ہیں۔ عورت ڈولی میں آئے۔ اور پھر اس کا جنازہ ہی نکلے۔ یہ پردے صریح ظلم ہیں۔ اور ان کا اثر عورتوں کی صحت اخلاق۔ علم اور دین پر بہت ہی گندا پڑا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث سے اس قسم کے کسی پردہ کا پتہ نہیں چلتا۔ قرآن کریم سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ اگر ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو غضِ بصر کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں خود آپ کی بیویاں اور آپ کی بیٹیاں باہر نکلتی تھیں۔ جنگوں پر جانا کھیتوں وغیرہ پر کام کرنے کے لئے جانا۔ حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا۔ نمازوں کے لئے جانا۔ علم سیکھنے۔ علم سکھانے کے لئے جانا یہ نہایت ہی کثرت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور چھوٹی سے چھوٹی تاریخوں سے بھی اس کے ثبوت مل سکتے ہیں۔ ہزاروں واقعات اس قسم کے پائے جاتے ہیں۔ جن سے عورتوں کا گھروں سے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔ فطرت انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ مرد جو مضبوط ہے۔ اسے تو صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب وہوا کی ضرورت ہو۔ لیکن عورت جو فطرتاً کمزور صحت لے کر آئی ہے اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔

حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیوی حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ساتھ لوگوں کے سامنے مقابلۃً دوڑے۔ اور ایک دفعہ حضرت عائشہ رض بڑھ گئیں۔ اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نکل گئے۔ پس اگر مروجہ پردہ سے مراد اوپر کا پردہ ہو تو یہ پردہ نہایت ہی ظالمانہ پردہ ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں پر ایک داغ ہے۔ جسے جس قدر جلد دور کیا جائے۔ اتنا ہی اسلام کے لئے بہتر اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ ہماری نسلیں اس پردے سے کمزور ہو گئی ہیں۔ ہماری عورتیں دین و دنیا سے جاتی رہی ہیں۔ ہم غیر قوموں کا نشانۂ طعن بن رہے ہیں۔ اور دین کو لوگوں کی نظروں میں ایک قابل ہنسی چیز بنا رہے ہیں۔

ایک پردہ ہمارے ملک میں یہ ہے۔ کہ عورتیں برقعہ پہن کر باہر نکلتی ہیں۔ ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں۔ اور اس سے زیادہ ان کو اجازت نہیں ہوتی۔ یہ پردہ گو اوپر کے پردوں کے برابر قابل اعتراض نہیں۔ لیکن اس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقاء اور ان کی صحت کی ترقی میں ایسی مدد نہیں ملتی۔ کہ اُسے قومی ترقی کے لئے کافی سمجھا جائے۔ دوسرے ہمارا پرانا برقعہ یا تو عورت کی صحت کو برباد کرنے والا ہے۔ یا پردے کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس برقعہ سے اوپر سے لیکر نیچے تک ایک گنبد بنا ہوا چلا جاتا ہے۔ عورت کے ہاتھ بھی اندر بند ہوتے ہیں۔ اگر وہ بچے کو اٹھائے۔ یا کسی اور چیز کو اٹھائے۔ تو سر سے پاؤں تک اس کا اگلا حصہ سارے کا سارا ننگا ہو جاتا ہے۔ اور ایک ایسا حقارت پیدا کرنے والا نظارہ ہوتا ہے۔ کہ ایسے پردے سے طبیعت خودبخود نفرت کرتی ہے۔ اس سے بہتر اور بہت بہتر وہ چادر کا طریق تھا جو برقعہ کی ایجاد سے پہلے رائج تھا۔ عورت اپنے کام بھی کر سکتی تھی اور اپنے آپ کو لپیٹ بھی سکتی تھی۔ یہ برقعہ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ یا تو صحت کے لئے مضر ہے۔ اور یا پھر پردے کے کام کا نہیں۔

میرے نزدیک نیا برقعہ جسے ترکی برقعہ کہتے ہیں۔ پردے کے لحاظ سے تمام برقعوں سے بہتر ہے۔ بشرطیکہ اس میں اتنی اصلاح کر لی جائے۔ کہ وہ جسم کے اوپر لپٹا ہوا نہ ہو۔ سیدھا کوٹ کی طرح ہو۔ جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہو۔ ایسا کوٹ نہ ہو۔ جو جسم کے اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہو۔ اگر اس قسم کا کپڑا جائز ہوتا۔ تو پھر جسم کے کپڑے کافی تھے۔ ان کے اوپر کسی اور کھلے کپڑے کے پہننے کا قرآن مجید حکم نہ دیتا۔ اس برقعہ میں یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ چونکہ ہاتھ کھلے ہوتے ہیں۔ عورت سب قسم کے کام اس برقعہ میں کر سکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہوگی۔ جیسے کہ ڈاکٹر اوپریشن کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتا ہے۔

پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے۔ **الا ما ظہر منہا** یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں تو دو ہیں۔ یعنی قد اور جسم لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے۔ کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔ بیماری مجبور کرتی ہے۔ کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر منہ پر کوئی جلدی بیماری ہے۔ تو طبیب منہ بھی دیکھیگا۔ اگر اندرونی بیماری ہے۔ تو زبان دیکھے گا۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں۔ اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں اس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے حکم کے خلاف نہ تھا بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔ جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا۔ کہ عورتیں کام کرتیں۔ اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خودبخود ننگی ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ اس وقت پائجامہ کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔ اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں پر یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو ان کے لئے آنکھوں اور ان کے اردگرد کا حصہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا۔ پس **الا ما ظہر** کے ماتحت ماتھے سے لے کر منہ تک کا حصہ کھولنا ان کے لئے بالکل جائز ہوگا۔ اور یہ اسی حکم کے مطابق۔ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ وہ معیشت جائز ہو۔ اس کا کھولنا پردے کے حکم میں شامل ہی ہے۔

لیکن جس عورت کے کام اُسے مجبور نہیں کرتے۔ کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے۔ اس کا منہ اس کے پردے میں شامل ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں صاف آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں۔ کہ اس کی شکل کیسی ہے۔ اس کا باپ شکل دکھانے سے انکار کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ شادی کے لئے شکل دیکھنی جائز ہے۔ جب اُس شخص نے جا کر لڑکی کے باپ سے ذکر کیا۔ تو پھر بھی اُس نے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے لڑکی کی شکل دکھانے سے انکار کیا۔ لڑکی اندر یہ بات سن رہی تھی

رہ اپنا منہ ننگا کر کے باہر آ گئی۔ اور اس نے کہا۔ جب رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ منہ دیکھ لو تو پھر ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔ اگر ہر طبقہ کی عورتوں کے لئے منہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو یہ سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہ تھا۔ شام کے وقت گلی میں سے گذر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ دو آدمی سامنے سے آ رہے ہیں۔ اور آپ کو کسی وجہ سے شبہ ہوا کہ ان کے دل میں شائد یہ خیال ہو۔ کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا۔ اور فرمایا دیکھ لو یہ صفیہ ہے۔ اگر منہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا تھا۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب وہ جنگ صفین میں فوج کو لڑا رہی تھیں۔ اور ان کے ہودج کی رسیوں کو کاٹ کر گرا دیا گیا تھا۔ تو ایک خبیث الطبع خارجی نے ان کے ہودج کا پردہ اٹھا کر کہا تھا۔ او ہو یہ تو سرخ و سفید رنگ کی عورت ہے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں منہ کھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا۔ تو جب حضرت عائشہ ہودج میں بیٹھی فوج لڑا رہی تھیں۔ اس وقت وہ انہیں دیکھ چکا ہوتا۔ اور اس کے لئے کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی

اسی طرح بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں۔ پس بعض طبقات کی عورتوں کے لئے منہ کو جس قدر ہو سکے چھپانے کا ہی حکم ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ جو یہ ہے۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ۔ یعنی اپنے سر کے رومالوں کو کھینچکر اپنے سینوں تک لے آیا کریں۔ خمار کسی چادر یا دوپٹے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس رومال کا نام ہے جو کام کرتے وقت عورتیں سر پر رکھ لیا کرتی ہیں۔ پس اس کے یہ معنے نہیں کہ دوپٹے کی آنچل کو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ کیونکہ خمار کی آنچل [illegible] ہوتی۔ وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ [illegible] رومال کو اتنا نیچا کرو کہ وہ سینے تک آ جائے۔ جس کے [illegible] یہ ہیں۔ کہ سامنے سے آنے والے آدمی کو منہ نظر نہ آئے۔

پردہ کا سوال ایک حد تک عورتوں اور مردوں کے ملنے جلنے کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن اور حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پردے کے قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں کے شریک حال ہو سکتی ہے۔ وہ مردوں سے پڑھ سکتی ہے۔ لیکچر سن سکتی ہے۔ لیکچر سنا سکتی ہے۔ مجالس وعظ اور لیکچروں میں مردوں سے الگ ہو کر بیٹھ سکتی ہے۔ ضرورت کے موقعہ پر اپنی رائے کو بیان کر سکتی ہے۔ اور بحث کر سکتی ہے۔ ایسے امور جن میں عورتوں کا دخل ہے۔ ان امور میں عورتوں کا مشورہ لینا بھی ضروری ہے۔

عورت حاجت کے وقت مرد کے ساتھ مل کر بھی بیٹھ سکتی ہے۔ جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص سوار جا رہا ہو اور عورت پیدل ہو تو اس عورت کو اپنے پیچھے بٹھا لے۔ ہمارے ملکی رواج کے مطابق اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شائد ساری قوم اس کا بائیکاٹ کر دے۔ لیکن شریعت کے احکام آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے مل چکے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت میں فتویٰ دوں گا۔ کہ اگر عورتوں کی گاڑیوں میں خطرہ ہو تو مرد عورت کو اپنے پاس مردانہ گاڑی میں بٹھا لے۔ یا عورت اکیلی مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے۔ جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرہ میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔

آخری نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آخری مسجد

(منقول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "انی آخر الانبیاء و مسجدی آخر المساجد" (مسلم) کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کی نوعیت کو اپنی مسجد کے آخری مسجد ہونے کے معنوں میں قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے آئندہ "مسجد" وہی کہلا سکتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قبلہ اور آپ کی مسجد کے طرز پر ہو۔ ایسے ہی نبی وہی بن سکتا ہے۔ جو آپ کی خو بو اور آپ کے رنگ میں رنگین ہو۔ بجز محمدی دروازہ کے منصب نبوت پر فائز ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں۔

اس صاف اور واضح حدیث کی بھلا کوئی کیا تاویل کریگا ہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے "پیغام صلح" ۵ ار فروری میں اس حدیث کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ بہت ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود اس کی کوئی مفید مطلب تاویل آپ نہیں کر سکے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آخر المساجد کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ آپ کا قبلہ آخری قبلہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ اس کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے کہ اب کوئی مسجد نہیں بنے گی۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں خدا کی عبادت قائم کرنے آئے تھے۔ نہ کہ مٹانے۔ پس آپ کس طرح فرما سکتے تھے کہ میرے بعد اب مسجد نہ بنے گی"

مقام غور ہے جب "آخر المساجد" کے معنے یہ تو نہیں ہو سکتے۔ کہ "اب کوئی مسجد نہیں بنیگی"۔ تو پھر "آخر الانبیاء" کے معنے یہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ کہ "اب کوئی نبی نہ بنیگا"؟ ہم اپنے غیر مبائع دوستوں سے کہوں گا۔ وہ خدارا غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "آخر الانبیاء" کے ساتھ "آخر المساجد" کا ذکر فرما کر جس غلطی کا ازالہ فرمایا تھا۔ کیا وہ اس میں تو مبتلا نہیں ہو گئے ہ جناب ڈاکٹر صاحب! بیشک آنحضرت صلعم "دنیا میں خدا کی عبادت قائم کرنے آئے تھے نہ کہ مٹانے"۔ مگر اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ آپ دنیا کے لئے الٰہی فیضان اور ربانی نعمتوں کا دروازہ کھولنے کے لئے آئے تھے نہ کہ بند کرنے کے لئے۔ پس آپ کس طرح فرما سکتے تھے۔ کہ میرے بعد مطلقاً کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ ہاں یہ بجا ہے۔ کہ مکمل جامع اور محفوظ قانون (قرآن مجید) کی موجودگی میں نئی شریعت والا نبی نہیں آ سکتا۔ اور نہ نئی شریعت کی ضرورت ہو گی۔

ڈاکٹر صاحب نے "مسجدی" کے معنے "میرا قبلہ" کرنے میں تاویل سے کام لیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں "مسجد" "سجدہ گاہ" کو کہتے ہیں نہ کہ جس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ پھر اس تاویل کی تائید میں کیا انوکھی دلیل تحریر کرتے ہیں۔ کہ "نبی کی مسجد اس کا قبلہ ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ کوئی اینٹ پتھر کی عمارت" گویا "مسجد نبوی" کا لفظ تمام امت غلط طور پر ہی استعمال کرتی رہی۔ میں جناب ڈاکٹر صاحب کی توجہ مسلم کی اس حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے "اینٹ پتھر کی عمارت" کو اپنی مسجد قرار دیا ہے۔ فرمایا۔

"انما یسافر الی ثلاثة مساجد مسجد الکعبة و مسجدی و مسجد ایلیاء"

(باب لا تشد الرحال الا ثلاث)

کہ سفر تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیے۔ بیت اللہ۔ میری مسجد اور ایلیاء کی مسجد کی طرف۔

صاف ظاہر ہے کہ جب آپ نے مسجد الکعبہ کے علاوہ کوئی اور "مسجد" اپنی "مسجد" قرار دی ہے۔ تو وہ یقیناً وہی ہے۔ جسے ڈاکٹر صاحب "اینٹ پتھر کی عمارت" کے حقارت آمیز لہجہ میں بیان فرماتے ہیں۔ ہاں ڈاکٹر صاحب کی تحریر سے شبہ پڑ سکتا ہے۔ کہ گویا ہر نبی کا علیحدہ اور نیا قبلہ ہوتا تھا۔ اور ہونا چاہیے۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قبلہ آخری قبلہ تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر اور نبی کیسے آ سکتا ہے۔ مگر مندرجہ بالا حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیت المقدس کو جو جملہ اسرائیلی نبیوں کا قبلہ رہا ہے "مسجد ایلیا" (بتاویل ڈاکٹر صاحب قبلہ ایلیاء) قرار دیکر اس بات کو صاف کر دیا۔ کہ ہر نبی کے لئے نیا قبلہ ضروری نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا بھی تو یہی قبلہ تھا۔ غرض

ڈاکٹر صاحب کی تاویل نہایت بودی اور رکیک ہے۔ پھر علی سبیل التسلیم ہم کہتے ہیں۔ کہ جس طرح "المساجد" سے صرف قبلہ جات کی مساجد مراد ہیں یعنی خاص مسجدیں۔ اسی طرح "الانبیا" سے صرف نئے قبلہ اور نئے شرائع والے نبی مراد ہیں۔ یعنی خاص انبیا۔ گویا جس طرح اب نیا قبلہ نہیں۔ اور نئی مسجد نہیں۔ اسی طرح اب کوئی نئے قبلہ والا اور نئی مسجد والا نبی بھی نہیں۔ اور دیانتاً ڈاکٹر صاحب کو بھی اس سے اتفاق ہونا چاہیئے۔ کہ ایسا نبی جو نیا قبلہ نہ بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر اور آپ کی اتباع سے باہر رہ کر مدعی نبوت نہ ہو۔ وہ نبی آ سکتا ہے۔ کیونکہ جناب نے خود ہی تحریر فرمایا ہے۔

"پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مسجد یہی قبلہ ہے جس کے بعد کوئی قبلہ نہیں۔ اور جس قبلہ پر بننے سے خود ہر ایک مسجد درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مسجد کہلائیگی۔ کیونکہ ہر مسجد اپنے روبہ قبلہ ہونے کی زبان حال سے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر گواہی دے رہی ہے"

گویا مسلمانوں کی بناکردہ مساجد "آخر المساجد" میں رخنہ انداز نہیں۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ پر بننے سے آپ ہی کی مساجد کہلائینگی۔ پس ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سے اور آپ کی امت میں ہوتے ہوئے نبی بن جائے۔ تو وہ یقیناً "آخر الانبیاء" کے منافی نہیں۔ بلکہ اس کی نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مستفاضہ ہونے کے باعث درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی نبوت کہلائیگی اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی" (غلطی کا ازالہ) ہاں اگر کوئی مدعی نبوت کو مشکوٰۃ محمدی سے مستفاض نہ قرار دے تو وہ نبی نہیں کہلا سکتا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تصدیق کے بغیر وہ سکہ جعلی اور بناوٹی سمجھا جائے گا۔ جس طرح آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی مسجد اس قبلہ پر نہ ہو تو وہ مسجد ہی نہیں

بالآخر میں بڑے زور سے کہتا ہوں۔ کہ ہمارے مخالف "آخر المساجد" کی کوئی معقول تاویل اپنی تائید میں نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلعم نے "آخر الانبیاء" کے سمجھانے کے لئے "آخر المساجد" بیان فرما کر امت مرحومہ پر عظیم الشان احسان کیا ہے۔ اے کاش ہمارے دوست اس پر غور کریں۔ کیا جناب ڈاکٹر صاحب اپنے مخصوص انداز نیش زنی کو چھوڑ کر معقولیت سے اس حدیث پر بحث کریں گے:۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

ذبح کرنے کا سائنٹیفک طریق

تمام مہذب اقوام جانوروں کو کسی نہ کسی طریق سے ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کرتی ہیں۔ ذبح کرنے کی غرض جسم سے خون مسفوح کا نکالنا ہے۔ چونکہ خون مسفوح میں جسم کے فضلات اور زہریلے مادے ملے ہوتے ہیں۔ اس لیے اُس کا کھانا جسم کے لئے مضر ہے۔ اور نہ صرف جسم بلکہ باریک فطری قویٰ اور اخلاقی اور روحانی طاقتوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہے چنانچہ جو قومیں مردار خور ہیں۔ ان میں الہیات کے سمجھنے کی استطاعت نہیں رہتی۔ مثلاً خاکروب۔ چمار۔ سانسی وغیرہ اسی طرح مردار خور جانور بھی سست بھدے بدشکل اور کاہل ہوتے ہیں۔ مثلاً چیل گدھ وغیرہ۔

ذبح کرنے کے کئی طریق ہیں۔ بعض قومیں خصوصاً یورپین لوگ مشین کے ذریعہ جانور کی گردن کاٹتے ہیں۔ ہندو اور سکھ جھٹکہ کرتے ہیں۔ مسلمان اور یہود ذبح کرتے ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل اور سائنٹیفک طریق ذبیحہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر تمام طریقوں میں گردن (حرام مغز) فوراً دماغ سے الگ ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اخراج الدم مکمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گردن کو اگر سر سے جدا کر دیا جائے۔ تو دل اور پھیپھڑوں کو فوراً ضعف ہو جاتا ہے۔ جس سے دل کی حرکت جلد بند ہو کر خون کا دورہ بند ہو جاتا ہے۔ اور خون پوری طرح جسم سے خارج نہیں ہو سکتا۔

(۱) ذبح کرنے کی حقیقی غرض جسم سے خون نکالنا ہے پس جانور کے جسم کے کسی حصہ کو کاٹ کر خون نکالا جا سکتا ہے۔ مثلاً ٹانگ بازو وغیرہ مگر گردن کے قریب چونکہ بہت سی شرائین اور اوردہ جمع ہوتی ہیں۔ اس لئے ذبح کرتے وقت عموماً گردن کو کاٹا جاتا ہے۔

(۲) ذبح کرنے کے لئے چاقو یا چھری ضروری نہیں۔ اصل غرض تو شریانوں کو زخمی کرنا ہے۔ چنانچہ تیر مار کر بھی بعض جانوروں (مثلاً اونٹ) کو حلال کیا جا سکتا ہے۔ مگر دانت سے زخم کر کے حلال کرنا منع ہے۔

(۳) جانور کو ذبح کرنے سے قبل ذرا بھاگ لینے دیا جائے تو اچھا ہے۔ اس سے خون جلدی خارج ہوتا ہے اور گوشت بھی مزیدار ہوتا ہے۔ چنانچہ شکار میں جس جانور کے پیچھے دوڑ کر اور اس کو سانس چڑھا کر شکار کیا جائے۔ اس کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

۴۔ جانور کو زمین پر لٹا دو۔ اور بازو۔ ٹانگوں وغیرہ کو مضبوط پکڑ رکھو۔

(۵) گردن کی جلد کو ہاتھ سے اوپر اٹھ[illegible] تاکہ جلد جلدی کٹ جائے۔ اور جانور کو زیادہ تکلیف [illegible] کہ درد کا احساس جلد میں بہت زیادہ ہوتا [illegible]

(۶) چاقو پھیرنے سے قبل بسم اللہ۔ اللہ [illegible] ہے۔ یہ محض رسم نہیں۔ بلکہ اس میں روحانی [illegible] جسمانی فوائد بھی ہیں۔ اس سے ایک مقصد [illegible] ظلم کا خیال نہ آئے۔ اور انسان یہ خیال کر[illegible] جو ان جانوروں کا حقیقی مالک ہے۔ اور جو [illegible] ہے۔ اس کے حکم سے اس جانور کو حلال کرتا [illegible] رحم اس رحیم کے مقابلہ میں حقیر ہے۔

۷۔ چاقو تیز ہونا چاہیئے۔ اس کے [illegible] تو یہ کہ جلد آسانی سے کٹ جائیگی۔ اور جانو[illegible] ہوگی۔ دوسرے شریانیں اور وریدیں اچھ[illegible] ان کا منہ کھلا رہیگا۔ اور خون بخوبی خارج [illegible] واضح ہو کہ کند چھری سے نہ صرف جلد کے [illegible] جانور کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ بلکہ شریا[illegible] صفائی سے کٹنے کے زخمی ہو جاتی ہیں۔ او[illegible] تنگ ہو جاتا ہے۔ جس سے اخراج الدم میں [illegible]

(۸) چاقو کے ساتھ تمام شریانوں۔ و[illegible] عضلات ہوا کی نالی غذا کی نالی سب کو کاٹ [illegible] ہڈی کے مہروں کے قریب جا کر چاقو کو ہٹا لو [illegible] ہڈی کو توڑ کر حرام مغز (نخاع) کو ہرگز نہ کاٹو [illegible] مکمل طور پر خارج ہو جائے۔ اور جانور با[illegible] تو سر کو جسم سے جدا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں [illegible] میں یہی فرق ہے۔ کہ جھٹکہ میں حرام مغز (نخ[illegible] نالیوں کو کاٹنے سے قبل کاٹ دیا جاتا ہے۔ جس [illegible] مکمل نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے۔ کہ حلال [illegible] کی گردن کو (مکمل اخراج الدم سے قبل) جسم سے [illegible]

(۹) گردن کی شریانوں اور وریدوں کو پور[illegible] جانور کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اچھی طرح [illegible] اس میں یہ حکمت ہے۔ کہ پھڑکنے سے عضلا[illegible] ہوتی ہے۔ اور خون کا دورہ تیز ہو کر وریدی [illegible] طرف رخ کر کے جسم سے بخوبی خارج ہو جاتا [illegible] کو تکلیف بھی کم ہوتی ہے۔ کیونکہ جتنی دیر زیا[illegible] کے اندر رہے۔ اتنی ہی جانور کو جان کنی کی تکلی[illegible] ہوتی ہے۔ گو جانور کو پھڑکتے ہوئے دیکھ کر [illegible] اصل رحم یہی ہے کہ اس کو پھڑکنے دیا جائے تاکہ [illegible] موت جلدی واقع ہو جائے۔ پس کسی حالت میں بھی [illegible]

خاکسار (ڈاکٹر) محمد شاہ نواز خاں اسسٹنٹ سرجن جنجہ مشرقی افریقہ

...اتی اصلاح کی تحریک

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

دیہاتی اصلاح کی وہ تحریک جس نے چھ سال کے عرصہ میں ضلع ... کی کایا پلٹ دی۔ اور جس کا حلقہ اثر پنجاب کے دیگر ... میں بھی پھیل رہا ہے۔ لوگوں کی خاص دلچسپی اور توجہ ... ہے۔

چھ سال گذرے مسٹر برین ڈپٹی کمشنر گڑگاؤں نے اپنے ... دیہات کی اصلاح کا کام شروع کیا۔ آپ نے دیکھا کہ ... ان کو اپنے قدیم حالات کے بدلنے کا کوئی احساس نہیں ... ہو کوئی واقعہ ہو۔ کوئی حالت ہو۔ وہ سمجھتے ہیں۔ یہ ... روز ازل سے اسی طرح لکھا ہے۔ جو ہو رہا ہے ہوتا ... مسٹر برین نے سب سے پہلے اس بات کا تہیہ کیا۔ کہ ان ... میں اپنے گردوپیش کے حالات کو بدلنے کی خواہش پیدا کی ... عملی طور پر اس اصلاح کے یہ معنے تھے۔ کہ لوگ اپنے پرانے ... عادات وخصائل کو خیرباد کہیں۔ دیہاتیوں کی ...سندی ہر ملک میں ضرب المثل ہے۔ اور ہمیشہ ان ... کے لئے سنگ راہ ثابت ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک ...ت کے رہنے والوں کی ذہنیت میں ایک مکمل انقلاب ...یا جائے۔ ان کے حالات میں کسی قسم کی عملی اصلاح ...یں ہو سکتی۔ اس ذہنیت کو بدلنے کے لئے مسلسل محنت ... روز سرگرمی کی ضرورت تھی۔ چونکہ اصلاح کا کام ضلع کی ... اور غیر سرکاری اصحاب کی ذاتی نگرانی میں شروع کیا ... جو ہندوستانی دیہات کی حقیقی حالت سے واقف ...تے ہیں۔ کہ یہ اصلاح کس قدر دشوار ثابت ہوئی ہوگی۔ ... کی یہ حالت ہے کہ کثافت کا ایک بڑا ڈھیر سا نظر ...لیاں گندگی اور کوڑا کرکٹ سے بھری ہیں۔ ساتھ ہی ... "اردلی" (کوڑا کرکٹ گوبر کا انبار) کے ڈھیر ہیں جن ... بھیڑ بکریاں ہیں کہیں بھوکے لاغر مویشی چارہ کے سوکھے ... اٹھا کر کھا رہے ہیں۔ کہیں گندے غلیظ بچے کھیل رہے ... کو کوئی دیکھنے سنبھالنے نگرانی کرنے والا نہیں۔ بارش کا ... چھپڑ تمام کے تمام گاؤں کو کیچڑ کی دلدل بنا دیتا ہے جس میں ...ان مویشی سب کو گذرنا پڑتا ہے۔ یہ گاؤں کی بیرونی حالت ...ارہ ہے۔ اندرونی حالت بھی کچھ کم زبون نہیں۔ گھر والی کو ... کی مشقت سے فرصت نہیں ملتی۔ گوبر کے اوپلے بنانا بھی اسی ...یب کا فرض ہے۔ حالانکہ بجائے اوپلوں کے گوبر کھیتوں میں کھاد ...نے نہایت ضروری ہے۔ اس کی مصروفیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے ... کی نگرانی تک نہیں کر سکتی۔ زندگی کی باقی آسائشیں تو گویا ... کے لئے خواب ہیں۔ گھر کی راحتیں اس کی قسمت میں کہاں

اس کا گھر محض ایک سرائے ہے۔ جہاں اس کا خاوند رات کو آکر سوتا ہے۔ اور کبھی کبھی کھانا بھی کھاتا ہے۔ دن کا کھانا بالعموم باہر کھیت میں جاتا ہے۔ وہ دن بھر کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ اور زراعت کے پرانے نکمے تھکا دینے والے طریقوں سے تنگ آکر دل ہی دل میں کڑھتا ہے۔ محنت ضرورت سے زیادہ صرف کرنی پڑتی ہے وقت ضرورت سے بہت زیادہ لگانا پڑتا ہے۔ گرما مشقت ہی کبھی ختم ہی نہیں ہوتی کبھی کوئی چھٹی نہیں۔ کوئی تفریح نہیں کوئی دل کا بہلانا نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ قحط قرض اور دیگر امراض کا خوف اس کے دل پر ہمیشہ مسلط رہتا ہے جن سے سال کی محنت ایک دم میں برباد ہو سکتی ہے۔ یہ حالات تھے۔ جن کو بدلنا تھا۔ اور یہ انقلاب تھا جسے پیدا کرنے کے لئے مسٹر برین نے حیرت انگیز ہمت و استقلال کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ جو ذرائع ایسی تبدیلی پیدا کرنے کے لئے موجود تھے۔ مسٹر برین نے ان سے بھی فائدہ اٹھایا۔ اور خود نئے طریقے بھی ایجاد کئے۔ ان کا روزمرہ کا شغل یہ ہے کہ کبھی اس گاؤں میں چلے جاتے ہیں کبھی اس گاؤں میں تقریریں کرتے ہیں۔ لوگوں کو کام کرنے کی ہدایات دیتے ہیں کسانوں سے میل ملاپ پیدا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ آزادانہ اور دوستانہ طریق پر تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ گویا تمام کاموں میں اس ذاتی دلچسپی کا اظہار فرماتے ہیں۔ جس کو ایسے مقاصد کی تکمیل کی جان کہنا چاہئیے۔ ان میں بڑا وصف یہ ہے کہ سخت تھکا دینے والے اور افسردہ کرنے والے کام کو ایک پرلطف تماشہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان کی اس خوبی کی مثال سن لیجئے۔

گذشتہ چھ سال سے دہلی متھرا کی سڑک پر قصبہ پلول کے جنوب میں ایک میل پرے ایک بڑا بھاری میلہ لگایا جاتا ہے۔ گذشتہ سال یہ میلہ ۳ مارچ سے لیکر ۱۲ مارچ تک جاری رہا۔ اس میلہ کی کئی خصوصیات ہیں۔ محکمہ اسپان فوج کی طرف سے گھوڑوں کی نمائش ہوتی ہے ہر سال قومی انجمن نمائش وافزائش نسل اسپان کی طرف سے ایک میڈل انعام میں دیا جاتا ہے۔ مرغیوں کی منڈی لگتی ہے۔ ہل چلانے کے مقابلے ہوتے ہیں۔ جیتنے والوں کو بہت سی "ٹرافیاں" اور نقد روپیہ انعام میں ملتا ہے۔ دیہاتی نمائش کا انتظام بھی قابل ذکر ہے۔ اس نمائش کے مختلف شعبے ہوتے ہیں مثلاً حفظان صحت کا شعبہ۔ زراعتی شعبہ جس میں تیا کوں کے لئے اعلیٰ قسم کے بیج۔ ترقی یافتہ زراعتی آلات وغیرہ دکھائے جاتے ہیں۔ کوابریٹو شعبہ الگ ہوتا ہے۔ صنعتی شعبہ میں کپڑا بننے اور کپڑا رنگنے کا سامان رکھا جاتا ہے۔ فنون اور دستکاری اور مویشیوں کی افزائش نسل کا شعبہ جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

اس اصلاحی مہم کا ایک اثر تو یہ ہوا کہ وہ دیہات جن کی بدبو ایک میل تک پھیلتی تھی۔ اب بالکل صاف ستھرے نظر آتے ہیں کھاد کے ڈھیر اٹھا کر گاؤں کے باہر کھیتوں میں گڑھوں کے اندر ڈال دئے جاتے ہیں۔ لوگ دور کھیتوں میں رفع حاجت کے لئے جاتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اب بچے اور کتے تک بھی اس مطلب کیلئے باہر جاتے ہیں۔ چکی کی بجائے خراس کام کرتا ہے۔ گھر والی کو کھیت میں کام کرنے عمدہ کھانا تیار کرنے اور بچوں کی نگرانی رکھنی ان کے کپڑے دھونے اور ناک منہ صاف کرنے کے لئے کافی وقت مل جاتا ہے۔ بچوں کو زیور کم پہنایا جاتا ہے۔ وہ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں۔ آج سے چھ سال بیشتر یہ حالت تھی۔ کہ لڑکیوں کے لئے کوئی سکول نہ تھا۔ اس کے بعد ۱۹۲۶-۲۷ء میں ۴۴۳ چھوٹی بچیاں چھوٹے لڑکوں کے ساتھ بیٹھکر پڑھتی تھیں۔ خانگی کفایت شعاری کا سکول عورتوں کو عملی تعلیم دیتا ہے۔

اپلوں کے ڈھیر جو مسٹر برین کے الفاظ میں ہر گاؤں میں "قطب مینار" کی طرح نظر آتے تھے۔ اب ان کی جگہ پھوس کی باندھیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اب گوبر زمین کو زرخیز اور فصلوں کو بہتر بنانے کے کام آتا ہے گاؤں کی گلیاں بھی صاف ستھری ہیں۔ جو کوئیں پہلے غلیظ اور کثیف ہونے کے باعث بیماری کے جراثیم کے گھر تھے۔ اب صاف حالت میں ہیں۔ ان پر منڈیریں باندھ دی گئی ہیں۔ ان کا منہ کسی قدر بند کر دیا گیا ہے۔ پانی نکالنے کے لئے رہٹ لگا دئے گئے ہیں۔ اب یہ حالت نہیں۔ کہ جو کوئی بھی آئے اپنا غلیظ برتن کوئیں میں ڈال کر پانی نکال لے۔ اس وقت ۸۰ سو رہٹ کام دے رہے ہیں۔ بوائے سکاؤٹوں کی پارٹیاں ہیں۔ جو کوؤں کو صاف کرتی رہتی ہیں۔ ان میں دافع جراثیم ادویات ڈالتی ہیں۔ اب دیہاتی لوگ موسم خزاں میں کونین کے استعمال چیچک کا ٹیکہ لگانے اور چوہوں کو ہلاک کرنے کے موضوع پر بڑی دلچسپی سے گفتگو کرتے ہیں پہلے یہ لوگ ان کو بے معنی اور فضول سمجھتے تھے۔ کھیتوں میں چوہوں کو زہر کے ذریعہ ہلاک کرنے کی مہم اختیار کی گئی۔ تو ۲۵۰۰۰ ایکڑ اراضی ان خطرناک جانوروں سے پاک صاف ہو گئی۔ ۱۹۲۰-۲۱ء میں جہاں صرف ۲۹۲۶ ۱ اشخاص نے ٹیکہ لگوایا تھا۔ اب ان کی سالانہ تعداد ۲۲۲۷ ۴ تک پہونچ چکی ہے۔ گذشتہ وبائے طاعون میں ۲۱۵۵۵ ٹیکے لگوائے گئے۔ اب لوگ ہسپتالوں میں آنے سے نہیں جھجکتے۔ بلکہ ۱۹۲۶-۲۷ء میں ۲۰۸۵۱۰ مریضوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ گاؤں کے باہر کھیتوں میں ترقی یافتہ ہل چلائے جاتے ہیں۔ اب زمین میں زیادہ یکی اور بافراط کھاد ڈالی جاتی ہے۔ آسٹریلیا کے باجرہ اور صوبجات متحدہ کے آلوؤں کے بیج پہلی مرتبہ استعمال میں لائے گئے ہیں ۱۹۲۶-۲۷ء میں ۳۶۷۵۰ ایکڑ اراضی میں ۸ الف گندم اور ۱۴۰۷۰ ایکڑ زمین میں گلابی ملا کپاس بوئی گئی۔ جدید قسم کے ہل اور ہیرو اور آبپاشی کے بہتر ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔

اعلیٰ بیلوں کی افزائش نسل کی تحریک کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ مویشیوں کی عام حالت بہتر ہو گئی ہے۔ خراب سانڈ بیلوں کو اختہ کیا جاتا ہے۔ چھ سال پہلے یہ بات کسی کو معلوم نہ تھی۔ ان کی جگہ خاص منتخب سانڈ بیلوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس تحریک کی کامیابی سے گڑگاؤں مویشیوں کی افزائش نسل کے معاملہ میں دیگر اضلاع سے بہت آگے نکل گیا ہے۔

اقتباسات

احمدی فرقہ کی زندگی کا ثبوت

بخلاف تمام مسلمانوں کے ہم اس فرقے کی ہمیشہ تعریف کرتے رہے ہیں۔ اور آج سے نہیں تیس برس سے ہماری روش اس کے متعلق یہی رہی ہے کیونکہ اس میں ایثار اور خلوص اور احکام خدا اور رسولؐ کی پابندی بہت زیادہ ہے۔ جو بات ہمارے عام مسلمانوں میں خصوصیت کے ساتھ علماء اور زہاد میں ملیگی وہ آپ اس کے ہر فرد میں پائیں گے۔ اور ہر فرد اپنے امام کے حکم کو ایک قانون حیات سمجھتا ہے۔ ہر تحریک پر جان اور مال نثار کرنے کے لئے ہر شخص آگے بڑھ جاتا ہے۔

ایک ہفتہ ہوا۔ ہمعصر الفضل قادیان میں یہ تحریک کی گئی۔ کہ ایکہزار مساجد میں الفضل کو تین مہینے کے لئے جانا چاہیئے۔ دوسرے ہی دن پیر منظور احمد صاحب نے سبقت کی۔ اور پچاس روپیہ اس فنڈ کے لئے بھیجدیا۔ چالیس برس کی دعوت میں ۵ لاکھ احمدیوں کی تعداد کا ہو جانا صرف اسی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بڑے سے بڑا ایم اے۔ ایل۔ ایل بی ہے۔ وکیل ہائیکورٹ ہے۔ مگر جھوپڑی میں رہتا ہے۔ اور گائے بھینس کی سانی پانی اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ اور کتابوں کے دیکھنے کے سوا دوسرا کام اس کو نہیں رہتا۔ اس کے مشاغل زندگی میں یہ بات داخل ہے۔ کہ صرف خدا اور رسولؐ کی تعلیمات سے کام رکھے۔ قابل و فاضل ہو کر۔ صاحب اقتدار ہو کر فقر اس حدیث شریف کے مطابق ہے "الفقر فخری"۔ (مشرق ۸ر مارچ ۱۹۲۸ء)

انجمن احمدیہ قادیان کا خزانہ

سوسائٹیوں کے کام بغیر روپیہ کی مدد کے کبھی کامیابی سے چل نہیں سکتے۔ انجمن احمدیہ قادیان کا خزانہ بھرنے کے لئے لوگ اپنی چند دنوں کی آمدنی ایک ہی بار دیکر چھٹی نہیں لے لیتے۔ بلکہ وہ جہاں عمر بھر اپنی ماہوار آمدنی میں سے کچھ نہ کچھ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہاں اپنی اپنی وصیت میں اپنی جائداد کا کچھ نہ کچھ حصہ انجمن کے نام بھی لکھ جاتے ہیں۔ جس سے کہ وہ مر کر بھی اسلام کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ "الفضل" میں چند ایک وصیتیں شائع ہوئی ہیں جن میں سے صرف ایک کی نقل ہم یہاں درج کرتے ہیں میں نواب بیگم...... بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد و زیورات قیمتی ایکہزار روپیہ حق مہر مبلغ ۳۳۰ روپیہ ہے۔ اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اس کے علاوہ جس قدر متروکہ بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی"۔ اس طرح کی رقوم تھوڑی ہوں یا زیادہ۔ ہم نے دیکھا تو یہ ہے کہ دان دینے والے عمر بھر اپنی آمدنی میں سے کیا کچھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا آریہ بھی بھی ذرا اپنے کرتویہ کی طرف اپنی درشٹی لے جائیں گے۔ (آریہ گزٹ ۱۴ر مارچ ۱۹۲۸ء)

احمدیوں کا تبلیغی کھشیتر

اس امر واقعہ کے باوجود۔ کہ احمدیوں کی تعداد مٹھی بھر ہے اُن کی ہمت قابل داد ہے۔ کہ ان کا پرچار کھشیتر بڑا دستریت ہے بھارت میں ہی نہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں ان کے مشن قائم ہیں۔ جو احمدی تبلیغی سرگرمیوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں ان ممالک میں ہی نہیں۔ جہاں مذہبی پرچار کی کھلم کھلا آزادی ہے۔ بلکہ ان اسلامی ممالک میں بھی احمدی مشن کام کر رہے ہیں۔ جہاں انہیں مرتد گردان کر اسلام کے ماتحت ان کے قتل کو کار ثواب مانا جاتا ہے۔ گویا احمدی ہیں۔ کہ جان کو ہتھیلی پر رکھ کر بھی اپنے جھوٹے یا سچے عقائد کا پرچار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی یہی لگن ہے۔ کہ ان کے خلاف اصول عقل و سائنس عقاید کو ان ممالک میں بھی سُن لینے کے قابل بنا دیتی ہے۔ جو ہر دینی و دنیوی ہر ایک چیز کی بنیاد سائنس پر سمجھتے ہیں۔

لیکن ان کے مقابلہ میں آریہ سماج کی ہمت دیکھئے۔ کہ باوجودیکہ اس کے ذرائع احمدیوں سے بہت زیادہ وسیع ہیں۔ تاہم ان میں اصلی معنوں میں ودیش پرچار کا اتساہ کبھی پیدا نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ افریقہ۔ فجی اور مارشیس آدی جزائر میں ویدک دھرم کے اپدیشک پہونچے۔ لیکن وہاں کے اصلی باشندوں میں پرچار کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ان بھارتیہ لوگوں میں جو وہاں جاکر بود و باش اختیار کر چکے ہیں۔ (پرکاش ۱۸ر مارچ ۱۹۲۸ء)

پرکاش "مادر ہند" پڑھے

"الفضل" قادیان میں کسی خاتون کا مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں جاہل مسلمان گھرانوں میں مسلم خواتین کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "لڑکا ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی ماں کو محکوم۔ بہنوں کو رعیت اور بیوی کو پیر کی جوتی تصور کرتا ہے"۔

مہاشہ کرشن کا اخبار "پرکاش" اس پر طعنہ زنی کرتا ہوا لکھتا ہے "کاش! اسلام عورت کو پیر کی جوتی کے عقیدے کے بجائے مرد کا نصف ہونے کے عقیدے کا قائل ہوتا۔ تاکہ مستورات کو اس اسلامی عقیدے کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی"!

جو لوگ شیشہ کے گھروں میں رہتے ہیں۔ ان کو دوسروں پر پتھر پھینکنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر پرکاش کو اس سے انکار ہو۔ کہ وہ شیشہ کے گھر میں رہتا ہے۔ تو فرا مس میو کی کتاب مادر ہند کا نظر غائر سے مطالعہ کرے۔ (مسلم راجپوت ۱۴ر مارچ ۱۹۲۸ء)

حضرت یونسؑ کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا

ڈاکٹر امبر فرجن وِلسن نامی ایک محقق نے جو کوئینز کالج آکسفورڈ کے فیلو رہ چکے ہیں "پرنسٹن تھیولاجیکل ریویو" میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین روز تک شکم ماہی میں رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اور اس واقعہ کی نسبت جسے سائنس دان طبقہ عام طور پر تسلیم کرنے کے لئے طیار نہیں ایسی شہادتیں بہم پہونچائی ہیں جن سے اس کا وقوع و صدور ممکن ثابت ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ولسن لکھتے ہیں۔ کہ وھیل مچھلی کی ایک قسم اسی اسی فٹ لمبی ہوتی ہے اور ان مچھلیوں کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے۔ کہ بیک وقت کم از کم بیس انسان اس میں آرام سے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اب تک یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ وھیل مچھلی کا حلق بہت تنگ ہوتا ہے۔ اور اس لئے کسی انسان کا سالم پیٹ میں چلا جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن ڈاکٹر ولسن کہتے ہیں۔ سپرم وھیل کا حلق تنگ نہیں ہوتا۔ اور اس میں سے نہ صرف آدمی بلکہ اس سے بڑی بڑی چیزیں بھی بآسانی اندر پہونچ سکتی ہیں۔ چنانچہ ایک مچھلی کا پیٹ چاک کیا گیا۔ تو اس میں سے سولہ فٹ لمبی شارک مچھلی صحیح و سالم نکلی۔

انسان کے صحیح سالم مچھلی کے پیٹ میں پہونچ جانے کا سوال تو اس طرح حل ہو گیا لیکن دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی ہوا ہوتی ہے البتہ درجہ حرارت وہاں زیادہ ہوگا۔ مثلاً ۱۰۴ درجہ فارن ہیٹ جو انسان کے لئے بخار کا درجہ ہے۔ تاہم اس میں زندہ رہنا ممکن ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے۔ کہ معدے میں جو عرق ہوتا ہے۔ وہ ہر شے کو بتدریج تحلیل کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ کسی زندہ شے کو یہ عرق نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ اور اگر ایسا ممکن ہو۔ تو خود معدہ تحلیل ہو جائے۔

ان عقلی دلائل کے علاوہ واقعات بھی موجود ہیں۔ مثلاً بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ۱۸۹۱ء میں ایک جہاز فاک لینڈ کے قریب وھیل مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ ایک موقعہ پر وھیل نظر آئی۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر اس کے مارنے کے لئے دوڑے۔ ایک کشتی الٹ گئی۔ اور اس کے ملاحوں میں سے ایک شخص جس کا نام جیمس بارٹلے تھا۔ غائب ہو گیا۔ وھیل ماری گئی

کا مسئلہ بھی طے ہو جاتا ہے۔ (انقلاب ۲۲۔ مارچ ۱۹۲۸ء)

وصیتیں

نمبر ۲۵۴۲:- میں نظام الدین ولد عبد السبحان کشمیری ساکن ڈیریانوالہ تحصیل ناروال۔ ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے گرد اراضی مبلغ سات صد روپیہ۔ مویشی بھینس و گھوڑا دو صد روپیہ برتن وغیرہ یکصد روپیہ۔ مکان قیمتی یکصد روپیہ کل قیمت گیارہ صد روپیہ ہے۔ فقط ۲۸ ۱۲/۲۷ العبد موصی نظام الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ ڈیریانوالہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد فتحی خان بقلم خود۔ گواہ شد غلام الدین ترکھان

نمبر ۲۷۵۵:- میں حافظ سخاوت علی ولد حاجی امام بخش صاحب قوم شیخ پیشہ گھڑی ساز۔ عمر ۴۰ سال۔ تاریخ بیعت جنوری ۱۹۰۶ء ساکن شاہجہان پور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری سابقہ وصیت نمبر ۱۲۲۵ بدستور قائم رہے گی۔ اور میری وفات کے بعد اس کے مطابق عمل ہوگا۔ مگر میرا گذارہ آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت اندازاً ۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ فقط العبد حافظ سخاوت علی بقلم خود نوشتہ بمقام قادیان۔ گواہ شد۔ محمد یامین تاجر کتب بقلم خود۔ گواہ شد۔ غلام نبی ایڈیٹر الفضل قادیان۔

نمبر ۲۷۸:- میں سردار امیر محمد خان چیف آف قیصرانی ولد سردار امام بخش خان صاحب تمندار قوم قیصرانی پیشہ زمیندارہ۔ عمر ۴۲ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ قیصرانی۔ ضلع ڈیرہ غازیخان۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاوے گی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اراضیات زرعی موضع کوٹ قیصرانی۔ موضع جھوک بودو محہ ٹھٹہ۔ موضع بلانی موضع بھان موضع دنی وکیچالہ۔ موضع تھرڑی شمالی و جنوبی۔ موضع مور جھنگی موضع بغلانی۔ موضع ہڑوار پچھ والی۔ بریٹ مور جھنگی۔ موضع بروٹ منہ دانی میں ہے۔ علاوہ ازیں فرنٹیر علاقہ میں بھی میری ملکیت ہے۔ جو بوجہ فرنٹیر ہونے کے کاغذات مال سرکاری میں اندراج نہیں ہوتے۔ اور مکانات ایک مکان خانگی۔ ایک مکان وساخ وباقی مکان ہمارے کوٹ قیصرانی میں مشہور ہیں۔ اور ایک سفید ٹکڑا زمین متصل مکان خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب تمندار لنڈ ڈیرہ غازیخان شہر میں ہے (۴) علاوہ اس جائداد کے ۲۵۰ روپیہ میری ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت حصہ آمد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ فقط ۲۹ ۱۲/۲۷ الراقم سردار امیر محمد خان قیصرانی چیف آنریری مجسٹریٹ سیکنڈ کلاس کوٹ قیصرانی حال وارد قادیان دارالامان بقلم خود۔ گواہ شد غلام قادر احمدی قیصرانی ولد علی محمد خان قیصرانی سکنہ کوٹ قیصرانی حال وارد قادیان دارالامان بقلم خود ۲۹ ۱۲/۲۷۔ گواہ شد فیض اللہ عفی عنہ احمدی خلف الصدق سردار محمد حسو خان شکانی ساکن سنگر وٹہ غربی تحصیل سنگھڑ حال وارد قادیان شریف بقلم خود ۲۹ ۱۲/۲۷۔

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے۔ نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اشتہار

موتی سرمہ کی دھوم مچ گئی

ملک ایران سے ایک آواز

اب یہ کون نہیں جانتا۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف البصر ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ

جناب سیٹھ محمد عمر فش مرچنٹ چار بار (ایران) سے لکھتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں کئی سال سے خراب تھیں۔ ڈاکٹروں کے علاج سے میری ورم تبض ہوتی تھی۔ کوئی لائق طبیب یہاں تھا نہیں۔ کام کی زیادتی اور دیگر ذمہ داریاں ہندوستان جاکر علاج کرانے کے مانع تھیں لیمپ کی روشنی میں بیٹھ کر اگر ایک گھنٹہ بھی کام کرتا تھا۔ تو دوسری صبح اس قدر سوج جاتی تھیں کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور مارے درد کے جان جاتی تھی۔ حسن اتفاق سے ڈاکٹر بشیری صاحب کے چار بار تشریف لانے پر اپنی آنکھیں دکھانیکا موقعہ ملا ڈاکٹر صاحب نے ہفتہ بھر آپ کا ایجاد کردہ سرمہ استعمال کرایا۔ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ دن رات اپنا کام کرتا ہوں نظر صاف ہوگئی ہے سوزش جاتی رہی۔ آپکا سرمہ حیرت انگیز اثرات رکھتا ہے۔ آنکھوں کے بیماروں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

موتی سرمہ رجسٹرڈ اور اکسیر البدن رجسٹرڈ

اکسیر البدن آپکی کایا پلٹ دیگی

پلیڈر ہائیکورٹ کی شہادت

بیشک لوگ اشتہاری دنیا سے بدظن ہیں۔ مگر دوستو پانچوں انگلیاں یکساں نہیں۔ ایمانداری دنیا سے مفقود نہیں ہو چکی جس طرح ہمارے شہرہ آفاق موتی سرمہ رجسٹرڈ نے اپنے اثر مسیحائی سے پبلک کو گرویدہ بنالیا ہے ٹھیک اسی طرح ہماری تیار کردہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی اپنے جادو اثر کی وجہ سے دن بدن لوگوں کے دلوں پر اپنا قبضہ جما رہی ہے۔ جس نے اس اکسیر کو ایک دفعہ بھی استعمال کیا۔ وہ گویا ہمیشہ کیلئے ہمارا زندہ اشتہار بن گیا۔ چنانچہ جناب محمد یعقوب خانصاحب بی۔اے پلیڈر ہائیکورٹ پنجاب گورداسپور سے لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کی ساختہ دوائی اکسیر البدن قریباً ایک ماہ استعمال کی اور میں نہایت خوشی سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں نے اس دوائی کو جسمانی اور دماغی کمزوریوں کے لئے بہت مفید پایا وہ لوگ جنہیں دماغی کام کرنا پڑتا ہو۔ انہیں یہ دوا ضرور استعمال کرنی چاہیئے" اس سے بڑھکر اور کیا جادو اثر ہو سکتا۔ اسی کو تو اکسیر کہتے ہیں اگر آپ کو اپنی پیاری صحت کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دیں جس سے آپ نئی زندگی حاصل کر لیں گے۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت مع محصول اکٹھی منگوا لینے پر محصولڈاک معاف رہیگا۔

پتہ:- منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

کانفرنس پر آنے والے احباب

کی خاطر

بعض دوستوں کے بار بار اصرار پر قرآن مجید مترجم بطرز تیسیر القرآن

کی قیمت میں خاص رعایت یہ کی گئی ہے۔ کہ پانچ یا پانچ سے زائد کے خریدار سے بجائے پانچ روپے کے چار روپیہ فی قرآن مجید کے حساب سے تاجرانہ قیمت لیجائیگی۔ پس جن دوستوں نے اس رعایت سے فائدہ اٹھانا ہے۔ وہ اپنے اپنے نمائندوں کی معرفت نقد قیمت بھیجکر فائدہ اٹھائیں۔ یہ رعایت نقد قیمت پر ہے۔ کانفرنس پر اس طرح منگانے سے دو طرح کا فائدہ ہے۔ ایک تو اصل قیمت میں رعایت۔ دوسرے محصولڈاک کی رعایت جن کے نمائندے نہ آسکیں۔ وہ بھی اس موقعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی رعایتی کتب کا اعلان کانفرنس کے موقعہ پر ہوگا۔

کتاب گھر قادیان

تجارت

ہندوستان کی ترقی کا راز

آلات زراعت

ہندوستان میں گندم کی اوسط پیداوار ۱۲ من فی ایکڑ ہے برخلاف اس کے انگلستان میں ۲۷ من۔ جرمنی میں ۳۲ من اور ڈنمارک میں ۴۴ من فی ایکڑ ہے۔ اگر آپ بھی پیداوار بڑھانے کے خواہشمند ہیں تو ہم سے

زراعتی آلات طلب فرمائیں

ہمارے ہاں سینٹری فیوگل پمپ۔ آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے کی مشینیں اور نیشکر کے بیلنے جات وغیرہ عمدہ، مضبوط اور ہر لحاظ سے تسلی بخش تیار ہوتے ہیں۔ اخبار کے حوالہ سے طلب کرنے پر باتصویر فہرست مفت ارسال خدمت ہوگی۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ (پنجاب)

طالب علموں۔ لیکچراروں و دیگر اصحاب تحریر و تقریر پیشہ کیواسطے

عجیب التاثیر تحفہ

نہایت معتبر اور بارہا دفعہ کی آزمودہ۔ مستقل طور پر دل و دماغ کو طاقت پہونچا کر حافظہ کی قوت کو بحال ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے واسطے قائم رکھنے والی اور بے خطا ایجاد ہے۔ اس کے استعمال سے صرف ایک ہفتہ میں قوت ذہنی کے علاوہ جسم کی تیاری میں حیرت انگیز تبدیلی واقعہ ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے مصفی خون اور مقوی اعصاب بھی ہے۔ جس نے ایک دفعہ آزمائش کر لی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ نمونہ محصولڈاک کیلئے دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت طلب فرمائیں قیمت ایکہفتہ کا کورس صرف ۸ دو ہفتہ کیلئے ۱۶ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- منیجر پبلک میڈیکل ہال روپڑ ضلع انبالہ پنجاب

تحائف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں اور مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی تھان وغیرہ کلاہ پشاوری و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرمائیں۔ مال پسند نہ آنے پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جائیگی یا اس کے بدلہ حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دی جائیگی۔

المشتہر

خادم حمید میاں محمد احمدی خبرل مرچنٹ

بازار کریم پورہ پشاور

ہندوستان کی خبریں

دہلی ۳۰ مارچ - آج صبح شاہی کمیشن کے کئی ارکان پنجاب لمیٹڈ ایکسپریس سے براہ بمبئی انگلستان روانہ ہوگئے۔

دودھ ورت بمبئی لکھتا ہے۔ کہ ناسک میں مس ملر کی شدھی کے وقت اچھوتوں سے بُرا سلوک کیا گیا۔ یورپینوں کو تقریب میں شامل ہونے دیا گیا۔ لیکن اچھوتوں کو جو دیکھنے گئے تھے۔ ہون کئے جانے والی جگہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ انہیں حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ دور فاصلہ پر کھڑے رہیں۔

لاہور ۳۰ مارچ سردار دیویندر سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول نے ایک شخص جان محمد کو ایک سال قید سخت کا حکم اس الزام میں دیا۔ کہ اس نے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد پانچ آنے کی افیون کھانے سے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی۔

لاہور ۲۹ مارچ - آج ہائیکورٹ کی فل بنچ کے روبرو جو مسٹر جسٹس براڈوے۔ مسٹر جسٹس ہیریسن اور مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ پر مشتمل تھی "بندے ماترم" سچا ڈھنڈورا کے ایڈیٹر سردار جگندر سنگھ کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ پیش ہوا فاضل ججوں نے ملزم کو بری کر دیا۔

دہلی ۳۰ مارچ - سر باسل بلیکٹ نے آج اپنے بہت سے دوستوں سے جن میں سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب اور ممبران اسمبلی بھی شامل تھے ولایت جاتے ہوئے بلوچی سٹیشن پر مصافحہ کیا یہ اصحاب آپ کو ریلوے سٹیشن پر خیرباد کہنے کے لئے جمع تھے۔

لکھنؤ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہفتہ مختتمہ ۱۰ مارچ کے اندر صوبجات متحدہ میں ۴۶۳۰ اموات ہوگئیں دہلی۔ مرادآباد۔ شاہجہانپور۔ بنارس اور فیض آباد اور سہارنپور میں پلیگ کا بڑا زور ہے۔

سیام کے جنگلوں کی سیاحت کرتے ہوئے امریکہ کے ایک سیاح نے ایک پرانا شہر معلوم کیا ہے۔ جو کئی سال ہوئے زمین کے نیچے دب گیا تھا۔ اور جس کے اوپر جنگل پیدا ہو گیا تھا یہ بنکاک سے [illegible] میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس شہر میں کئی لاکھ کی آبادی تھی۔

لکھنؤ میں دو تین روز سے ہندی کے مطبوعہ اشتہارات [illegible] تقسیم ہو رہے ہیں۔ جن میں پست اقوام کی طرف سے حقوق کو ملحاظ تناسب آبادی تقسیم کرنے کا مطالبہ پیش کیا گیا ہے۔

دہلی ۳۰ مارچ۔ نظام الدین میں بھائی سانوبیا کے قتل کا جو [illegible] تھا۔ آج اس مقدمہ میں بحث ہوئی۔ وکیل صفائی کے ضمانت پر رہا کئے جانے کی درخواست کی تھی۔ کیونکہ اس کو طحال کی شکایت تھی۔ اور اس کا علاج ضروری تھا مجسٹریٹ نے ضمانت کی درخواست نامنظور کر دی تھی۔ مگر سیڈیکل افسر سے استصواب رائے کیا تھا۔ جس نے تصدیق کی ہے۔ کہ ملزم کو شکایت ضرور ہے۔ اس پر عدالت نے حکام جیل سے سفارش کی ہے۔ کہ ملزم کو جیل کے ہسپتال میں داخل کر کے اس کا علاج کیا جائے۔

بمبئی ۳۱ مارچ سر کریم بھائی ابراہیم آج شام کے ساڑھے تین بجے حرکت قلب کے بند ہو جانے سے یکایک وفات پا گئے۔

دہلی ۳۱ مارچ - یکم مئی ۲۸ء سے درہ خیبر کے راستہ کابل جانے والوں کے لئے پاسپورٹ انسپکٹر جنرل پولیس صوبہ شمال مغربی کے دستخطوں سے دئے جایا کرینگے۔ اس سے پیشتر یہ پاسپورٹ موسم سرما میں چیف کمشنر اور موسم گرما میں پولیٹیکل ایجنٹ خیبر دیا کرتے تھے۔

جبل پور ۳۰ مارچ جن مسلمانوں کو بم بنانے اور ہندوؤں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے خطرناک بم اپنے قبضے میں رکھنے کی پاداش میں سشن سپرد کیا گیا تھا۔ ان میں سے دو کو سشن جج نے ارکان جیوری کی کثرت رائے سے دس دس سال قید بعبور دریائے شور اور باقیوں کو سات سال قید بعبور دریائے شور کی سزا دی ہے۔

لاہور ۲۹ مارچ۔ مشرقی اور دیسی زبانوں کے امتحانات کے داخلہ کی درخواستیں علی الترتیب ۵۔ اور ۱۳۔ اپریل تک لی جائینگی ایسے امیدواروں سے جن کی درخواستیں ان تاریخوں کے بعد دفتر میں موصول ہونگی۔ تاخیری فیس وصول کیجائیگی۔ لیکن ایسی درخواستوں کا امتحان سے کم از کم ۱۵ روز پہلے آنا ضروری ہے۔ امسال مشرقی اور دیسی زبانوں کے امتحانات علی الترتیب ۱۸ مئی اور ۴ جون کو شروع ہوں گے۔

الہ آباد ۳۱ مارچ۔ کل مسلمانان الہ آباد کا ایک عام جلسہ ڈاکٹر فاروقی بیرسٹر ایٹ لا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں ایک تجویز منظور کی گئی جس میں الہ آباد میونسپل کمیٹی کی اس تجویز پر اظہار نفرت کیا گیا۔ جس میں ۸ سال سے کم عمر کی گائے کے ذبح کرنے کی ممانعت کیگئی ہے۔ اور ان مسلم منتخبہ ارکان پر عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ جو اس علم کے باوجود کہ ایجنڈے میں ذبیحہ گائے کی تجویز ہے۔ میونسپل بورڈ کے جلسہ سے اس روز غیر حاضر رہے۔

سکندرآباد ۳۰ مارچ۔ ایک نوجوان براہمن لڑکا امتحان میں دو دفعہ فیل ہو گیا۔ اس کے بعد اس کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ میں کہیں تیسری دفعہ فیل ہو جاؤں۔ اس پر اس نے ایک جوتشی سے مشورہ کیا۔ جوتشی نے [illegible] کی۔ کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ اس پر نوجوان نے مایوسی میں [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

میکسیکو ۲۷ مارچ سان اسدرو رایخ سے جو سان فرانسسکو ڈی زنکن کے قریب ہے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ وہاں دنگل اور بدھ کے روز نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں ۹۵ باغی مارے گئے۔ اور ۴۰ زخمی اور ۷۴ گرفتار ہوئے۔ ہلاک شدگان میں ۲ پادری ۲۔ فوجی افسر اور ۴ سپاہی شامل ہیں۔

لندن ۲۸ مارچ۔ رائیٹر کو معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ امان اللہ خان اور سر آسٹن چیمبرلین اور قائمقام وزیر خارجہ افغانستان کے مابین جو دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اس میں انگریزی افغانی تعلقات کے مسئلہ پر نہایت صفائی بے تکلفی اور کشادہ دلی کے ساتھ خیر سگالی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔

لندن ۲۸ مارچ۔ سائنس دانان لنڈن آج کل اس خبر میں بے حد دلچسپی لے رہے ہیں۔ جو کیپ ٹاؤن سے اس مطلب کی موصول ہوئی ہے۔ کہ نووا پکٹورس نامی ستارہ جو دنیا کے ستاروں میں بلحاظ عظمت و نشان گیارھویں درجہ کا ہے۔ مگر بغیر مدد آلات آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ وہ پھٹکر دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ شاہ افغانستان کا قصد ہے۔ کہ وارسا۔ ماسکو اور ترکی اور ان ممالک کے دیگر صدر مقامات پر بھی بغرض سیاحت تشریف لیجائیں۔

لنڈن ۳۰ مارچ۔ ایک سوال کے جواب میں سر آسٹن چیمبرلین نے دارالعوام میں بیان کیا۔ کہ جمعیۃ الاقوام نے اسوقت تک جو قواعد۔ مواعید اور دستاویز شائع کی ہیں۔ ان کی تعداد ۴۴ ہے۔ حکومت برطانیہ نے ان میں سے ۴۰ کاغذات پر دستخط کر دئے۔ اور ۲۴ دستاویزوں پر ملک معظم نے بھی دستخط کر دئے ہیں

لنڈن ۲۹ مارچ۔ وائی کاؤنٹ کیو سابق لارڈ چانسلر انتقال کر گئے ہیں۔

لنڈن ۳۰ مارچ۔ آج صبح کو ہندوستان کی ہاکی ٹیم یہاں پہنچ گئی۔ کل ایلڈرشاٹ میں یہاں کی ٹیم سے ان کا تعارف کرایا جائے گا۔ اور وہیں پہلا میچ ہوگا۔ اس کے بعد ۲ اپریل کو ومبلیڈن میں اور ایسکس کاؤنٹی سے ۴ اپریل کو مقابلہ ہوگا۔

لنڈن ۳۱ مارچ۔ ایک انگریز عورت اس امر کے لئے میدان میں آئی ہے۔ کہ وہ بحر اوقیانوس کو بذریعہ ہوائی جہاز عبور کرے۔ اس سے پہلے کئی ہوا باز ناکام رہ چکے ہیں

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر [illegible] … [illegible] لام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)